مذہب اہل حدیث

سوال: محمدی اسلام اور مذہب اہل حدیث ہر دو میں فرق ہے یا دونوں لفظ ایک ہی مطلب ادا کرتے ہیں۔

جواب: قرآن میں ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (الآیۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔ جو تم سے ایمان لائے اور اچھے عمل کئے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسے پہلے لوگوں کو خلیفے بنایا اور ان کے دین کو جگہ دے گا جو ان کے لئے پسند کیا۔

مشکوٰۃ باب الاعتصام فصل اوّل میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّتِهٖ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ رواہ مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے ہر نبی کے دوست اور اصحاب تھے جو اس کے طریقہ کو لیتے اور اس کے حکم پہ چلتے پھر ان کے بعد نالائق پیدا ہو جاتے جو کہتے وہ بات جو نہ کرتے اور کرتے وہ بات جو نہ حکم دیئے جاتے۔ پس جو شخص جہاد کرے ان سے ساتھ ہاتھ اپنے کے وہ مومن ہے اور جو جہاد کرے ساتھ زبان اپنی کے وہ مومن ہے۔ اور جو جہاد کرے ساتھ دل اپنے کے (یعنی دل سے بُرا جانے اور دُشمنی رکھے) وہ مومن ہے اور ورے اس کے ایک رائی برابر بھی ایمان نہیں روایت کیا اس کو مسلم نے۔

کتاب رزین اور کتاب المدخل للبیہقی میں ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔

(مشکوٰۃ مع مرقاۃ کتاب العلم فصل ثانی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دینی علم کو ہر خلف سے عدول (یعنی ثقہ لوگ) اٹھائیں گے جو دور کریں گے اس سے تحریف حد سے بڑھنے والوں کی اور جھوٹ باطل والوں کا اور تاویل جاہلوں کی۔

صحابہؓ کا طریق

اس آیت اور دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طریق پر صحابہؓ تھے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں چھوڑ کر گئے تھے ..... اسی کو اللہ نے پسند کیا اس آیت سے معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ تمہیں خلیفہ بنائے گا۔ اور تمہارے دین کو جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے جگہ دے گا سو یہ وعدہ پہلے صحابہؓ ہی کے ہاتھ پر پورا ہوا ہے اور پہلی حدیث سے معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس حدیث میں ذکر ہے کہ ہر نبی کے حواری اور اصحاب تھے جو اس کے طریق پر چلتے تھے پھر پیچھے نالائق پیدا ہو جاتے ہیں، اس سے مقصود آپ کا یہ تھا کہ میری امت میں ایسا ہی ہوگا۔ اسی واسطے اخیر میں فرمایا کہ جو شخص ان سے تلوار کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ الخ —— اور دوسری حدیث سے معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں علی العموم فرمایا ہے کہ ہر خلف میں عدول ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد جن کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے وہ سب آپ کے خلف تھے، اور صحابہؓ ان خلف کے عدول تھے۔ پس وہ اس حدیث کے اوّل مصداق ہوں گے۔ پس اس آیت اور ان دونوں حدیثوں اور ان جیسی اور آیتوں و حدیثوں[1] سے ثابت ہوا کہ جس طریق پر صحابہؓ تھے، وہی رسول اللہ صلعم لیکر آئے تھے اور وہی اللہ کو پسند تھا۔

چونکہ اس پر اتفاق ہے اس لئے زیادہ حوالوں کی ضرورت نہیں صرف تنبیہ کے لئے ایک آیت اور دو حدیثیں ذکر کر دی ہیں اب سنیے صحابہؓ کس طریق پر تھے۔

خلیفہ اوّل حضرت ابو بکرؓ کا طریق

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف کے ص۳ اور غایت ص۴۰ میں بحوالہ دارمی لکھتے ہیں۔

كان ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر فى كتاب الله فان وجد فيه ما يقضى بينهم

---

[1] جیسے آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین اور حدیث من کان مستنا فلیستن بمن قد مات جو گذر چکی ہے اللہ اسی اللہ ۱۲

قضى به وان لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله صلى الله عليه وسلم سنة قضى به فان اعياه خرج فسأل المسلمين فربما اجتمع عليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلعم فيه قضاء فيقول الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به

یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جب کوئی جھگڑا آتا۔ تو اللہ کی کتاب میں نظر کرتے اگر اسمیں پاتے تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے اور رسول اللہ صلعم کی حدیث معلوم ہوتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے اگر حدیث بھی معلوم نہ ہوتی تو باہر نکل کر مسلمانوں سے دریافت کرتے دریافت کرنے سے بعض وقت کئی شخص ایسے مل جاتے جو رسول اللہ صلعم کا فیصلہ ذکر کرتے حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے خدا کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو رسول اللہ صلعم کے فیصلے محفوظ ہیں اگر رسول اللہ صلعم کی حدیث بھی نہ ملتی تو بڑے لوگوں کو اور بہتر ان کے کو جمع کرکے مشورہ لیتے پس جب کسی بات پر ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے۔

خلیفہ ثانی عمرؓ بن الخطاب کا طریق

وعن شريح ان عمر بن الخطابؓ كتب اليه ان جاءك شيء في كتاب الله فاقض به ولا يلتفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة رسول الله فاقض بها فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله صلعم فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به وان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اى الامرين شئت ان شئت ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر الا خيرا لك.

اور شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میری طرف لکھا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہو تو اس کے ساتھ فیصلہ کرو اس سے تمہیں لوگ نہ پھیر دیں اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ صلعم کو دیکھو اور اس کے ساتھ فیصلہ کرو اگر نہ کتاب اللہ میں ہو۔ اس میں سنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو جس بات پر لوگوں کا اجتماع ہو اس کو لو۔ اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ اس میں سنت رسول اللہ صلعم ہو نہ تجھ سے پہلے اس میں کسی نے کلام کی ہو تو دو باتوں سے جونسی بات چاہو اختیار کرو۔ اگر اپنی رائے کیساتھ اجتہاد کر کے آگے بڑھنا چاہو تو آگے بڑھو اگر پیچھے ہٹنا چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ لیکن پیچھے ہٹنا میں تمہارے لئے بہتر دیکھتا ہوں۔

عبداللہؓ بن مسعود کا طریق

وعن عبد اللہ بن مسعودؓ قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالک وان اللہ قد رمن الامران قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عزوجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلعم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلعم فیلقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخال وانی اری۔

اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم پر ایک زمانہ آیا تھا کہ نہ ہم فیصلہ کرتے تھے نہ فیصلہ کرنے کے لائق تھے اور تقدیر الٰہی میں یہ تھا کہ ہم اس مرتبہ کو پہنچیں جو تم آج دیکھ رہے ہو پس جس کو آج کے بعد کوئی ایسا فیصلہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہو تو اس کے ساتھ فیصلہ کرے اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو رسول اللہ صلعم کے فیصلہ کے ساتھ فیصلہ کرے اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ رسول اللہ صلعم نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا ہو تو نیک لوگوں کے فیصلے کے ساتھ فیصلہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میرا خیال اس طرح ہے اور میری رائے یہ ہے۔

ابن عباسؓ کا طریق

وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر وکان فی القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلعم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکرؓ وعمرؓ فان لم یکن قال فیہ برایہ (انتہی ملخصا)

اور ابن عباسؓ جب کوئی مسئلہ پوچھے جاتے جو قرآن مجید میں ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے۔

اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلعم سے ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے اگر رسول اللہ صلعم سے بھی نہ ہوتا تو ابو بکرؓ اور عمرؓ سے خبر دیتے[1] اگر ان سے بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے کہتے۔

مقلّد جاہل ہوتا ہے

علامہ شوکانی القول المفید میں لکھتے ہیں:۔

قال سند بن عنان المالکی فی شرحہ علی مدونۃ سحنون المعروفۃ بالام ما لفظہ اما مجرد الاقتصار علی محض التقلید فلا یرضی بہ رجل رشید وقال ایضا نفس المقلد لیس علی بصیرۃ ولا یتصف من العلم بحقیقۃ اذ لیس التقلید بطریق الی العلم بوفاق اھل الوفاق وان نوزعنا فی ذلک ابدینا برھانہ فنقول قال اللہ تعالی فاحکم بین الناس بالحق وقال بما اراک اللہ ولا تقف ما لیس لک بہ علم وقال وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون ومعلوم ان العلم ھو معرفۃ المعلوم علی ما ھو بہ فنقول للمقلد اذا اختلفت الاقوال وتشعبت من این تعلم صحۃ قول من قلدتہ دون غیرہ او صحۃ قربۃ علی قربۃ اخری ولا یبدر کلاما فی ذلک الا انعکس علیہ فی نقیضہ سیما اذا

---

[1] عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم سمجھنا اس کی وجہ شاید یہ حدیث ہوگی اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی میرے بعد دو شخصوں کی اقتدا کرو یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ کی۔" پھر ان کی رائے کو مقدم کرنا اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ جس بات پر ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں متفق ہوں اس کو اپنی رائے پر مقدم کرتے تھے۔ دوسرا یہ کہ خواہ دونوں متفق ہوں یا صرف ایک ہی کی رائے ہو دونوں صورتوں میں اپنی رائے پر مقدم کرتے تھے مگر کوئی ایسا مسئلہ مل جاوے جس میں صرف ایک کی رائے معلوم ہو دوسرے کی معلوم نہ ہو اور اس وقت ابن عباس نے اس کی پابندی نہ کی ہو تو پہلا احتمال صحیح ہوگا۔ دوسرا فقط اگر ایسا مسئلہ نہ ملے تو دونوں احتمال صحیح ہو سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ابن عباسؓ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے کو اپنی رائے پر اس لئے مقدم سمجھتے ہوں کہ ابن عباسؓ بچے تھے۔ ہجرت سے کل دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ تو جو احاطہ آپ کے حالات کا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تھا وہ ابن عباس کو نہ تھا۔ فافہم ۱۲

عرض لہ ذلک فی مزیۃ لامام مذہبہ الذی قلدہ او قریۃ یخالفہا لبعض ائمۃ الصحابۃ الی ان قال اما التقلید فہو قبول قول الغیر من غیر حجۃ فمن این یحصل بہ علم ولیس لہ مستند الی قطع

یعنی محض تقلید پر کفایت کرنا اس کو تو کوئی دانا پسند نہیں کرتا اور مقلد بینائی پر نہیں اور نہ مقلد حقیقت میں علم سے موصوف ہو سکتا ہے کیونکہ تقلید بالاتفاق علم کا راستہ نہیں اگر کوئی دلیل مانگے تو ہم کہیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور فرماتا ہے اس شی کے ساتھ فیصلہ کرو جو اللہ تیری رائے میں ڈالے اور فرماتا ہے اللہ پر وہ بات نہ کہو جو تم نہیں جانتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ علم معرفت معلوم کا نام ہے۔ اس حال پر جس حال پر وہ ہو پس ہم مقلد کو کہتے ہیں جب اختلاف ہو جائے تو تجھے اپنے امام کے قول کی صحت اور ایک عبادت کی دوسری عبادت پر ترجیح کس طرح معلوم ہے۔ مقلد آگے سے جواب میں جو کچھ کہے گا وہ اسی پر لوٹ جائے گا کیونکہ جب وہ دلیل دے گا تو اس کو کہا جائے گا کہ جس کے اندر استدلال کا مادہ ہوتا ہے وہ مقلد نہیں ہو سکتا پس تیرا تقلید پر استدلال کرنا ہی تیرے دعویٰ کو توڑ رہا ہے خصوصاً جبکہ ایسی گفتگو مقلد کے امام کی کسی فضیلت میں شروع ہو جائے۔ (کیونکہ کسی امام کی فضیلت بحیثیت مجتہد ہونے کے مجتہد ہی معلوم کر سکتا ہے مقلد کو کیا معلوم کہ میرا امام اجتہاد میں بادہ تھا یا کوئی اور) یا کسی عبادت میں گفتگو شروع ہو جائے جو بعض ائمہ صحابہ اس کے مخالف ہیں (کیونکہ عبادت کا معاملہ ذرا نازک ہے تو مقلد اس میں نہایت بعید ہے) بہر حال تقلید کہتے ہیں کسی کا قول بغیر دلیل کے لینا پس تقلید علم کا ذریعہ کس طرح بن سکتی ہے (اگر علم ہوتا تو تقلید کی ضرورت نہ ہوتی) اور نہ تقلید کا اعتماد قطع پر ہے بلکہ شبہ پر ہے۔

تقلید بدعت ہے

وھو ایضا فی نفسہ بدعۃ محدثۃ لانا نعلم بالقطع ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم لم یکن فی زمانھم وعصرھم مذھب لرجل معین یدرس او یقلد وانما کانوا یرجعون فی النوازل الی الکتاب

والسُّنة اوالی ما یتمحض بینهم من النظر عند فقد الدلیل۔
اور تقلید فی نفسہ بھی بدعت ہے محدث ہے کیونکہ ہم قطعاً جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کسی شخص کا مذہب معین نہیں تھا جو اس کو حاصل کیا جائے۔ یا اوس کی تقلید کی جائے اور سوا اس کے نہیں کہ حادثوں میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے جبکہ کتاب وسُنت میں دلیل نہ ملتی۔

تابعینؒ کا طریق

وکذلک تابعوهم ایضا یرجعون الی الکتاب والسنة فان لم یجد وانظروا ما اجمع علیه الصحابة فان لم یجد وا اجتهد وا واختار بعضهم قول صحابی فراٰه الاقوی فی دین الله تعالی۔
اور اسی طرح تابعین کی حالت تھی وہ بھی کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ پس اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت میں نہ پاتے تو اُس بات کو دیکھتے جس پر صحابہ کا اجماع ہے اگر اجماع بھی نہ پاتے۔ تو اپنے طور پر اجتہاد کرتے اور بعض ان کے صحابی کے قول کو لیتے پس اس کو اللہ کے دین میں اقوی سمجھتے۔

ائمہ اربعہؒ کا طریق

ثم کان القرن الثالث وفیه کان ابوحنیفة ومالک والشافعی وابن حنبل فان مالکا توفی سنة تسع وسبعین ومائة وتوفی ابوحنیفه سنة خمسین ومائة وفی هذه السنة ولد الامام الشافعی وولد ابن حنبل سنة اربع وستین ومائة وکانوا علی منهاج من مضی لم یکن فی عصرهم مذهب رجل معین یتدارسونه وعلی قریب منهم کان اتباعهم فکم من قولة لمالک ونظرائه خالفه فیها اصحابه ولو نقلنا الی ذلک لخرجنا عن مقصود ذلک الکتاب ما ذالک الا لجمعهم الات الاجتهاد وقدرتهم علی ضروب الاستنباطات.. ولقد

صدق الله نبیہ فی قولہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ذکر بعد قرنہ قرنین والحدیث فی صحیح البخاری

پھر تیسرا قرن ہوا اور اس میں ائمہ اربعہ تھے کیونکہ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے اور امام ابو حنیفہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور اسی ۱۵۰ھ میں امام شافعی پیدا ہوئے اور امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے یہ سب گذشتہ لوگوں کے طریق پر تھے ان کے زمانہ میں کسی شخص کا مذہب معین نہ تھا جس کا درس ہو اور ان کے اتباع بھی انہی کے قریب تھے۔ امام مالک کے بہت اقوال اور اجتہادات ایسے ہیں جن میں ان کے اصحاب مخالف ہیں اگر ہم سب اقوال نقل کریں تو کتاب کے اصل مقصد سے نکل جائیں اس کا سبب یہی تھا کہ انکو اسباب اجتہاد حاصل تھے اور استنباط کی قسموں پر قادر تھے (جو لوگ اماموں کے اصحاب کو اماموں کے مقلد کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس قول میں سچا کر دیا کہ بہتر زمانہ میرا ہے پھر جو ان کے نزدیک ہیں، پھر جو ان کے نزدیک ہیں اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

اجماع صحابہؓ

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۶۳ میں ہے۔

اجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر و عمر امیری المومنین فلہ ان یستفتی اباھریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرھما ویعمل بقولھم من غیر نکیر

صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص ابو بکرؓ اور عمرؓ سے فتویٰ پوچھے وہ ابو ہریرہؓ اور معاذؓ بن جبلؓ اور ان کے سوا اوروں سے بھی فتویٰ پوچھ کر عمل کر سکتا ہے کسی کو اس سے انکار نہیں۔

شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف کے صفحہ ۵۹ میں لکھتے ہیں۔

قال ابن الھمام فی اخر التحریر کانوا یستفتون مرۃ واحدا و مرۃ غیرہ غیر

ملتزمین مفتیا واحدا۔

ابن ہمام فرماتے ہیں کہ کبھی کسی سے فتویٰ پوچھتے تھے کبھی کسی سے ایک مفتی کا التزام نہ تھا۔

تقلید چوتھی صدی کے بعد کی پیداوار ہے

شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ من کل شیئ والتفقہ علی مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی اقول وبعد القرنین حدث فیہم شیئ من التخریج غیر ان اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذہب واحد والتفقہ لہ والحکایۃ لقولہ کما یظہر من التتبع بل کان فیہم العلماء والعامۃ وکان من خبر العامۃ انہم کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیہا بین المسلمین او جمہور المجتہدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل والصلوٰۃ والزکوٰۃ ونحو ذالک من آبائہم او معلمی بلدہ انہم فیمشون حسب ذلک واذا وقعت لہم واقعۃ استفتوا فیہا ای مفت وجدوا من غیر تعیین مذہب

جان لے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ مذہب معین کی تقلید خالص پر جمع نہ تھے۔ ابوطالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ کتب اور مجموعات (مذہبی) بدعت ہیں اور لوگوں کے اقوال کا قائل ہونا اور لوگوں سے ایک شخص کے مذہب پر فتویٰ دینا اور اس کے قول کو لینا اور ہر مسئلہ میں اس کے قول کی حکایت کرنا اور اس کے مذہب کی فقہ حاصل کرنا قدیم زمانے کے لوگ اس پر نہ تھے۔ یعنی قرنِ اول وثانی میں انتہی میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ قرن اوّل اور ثانی کے بعد ان میں کچھ تخریج (یعنی امام کے اقوال سے مسئلہ نکال کر بتلانا) یہ بات